تسہیل المواعظ

از: مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمۃ اللہ

تکبر کا علاج

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ
محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ
نور اللہ مرقدہ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

لاہور آفس : یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
پوسٹ بکس نمبر 2074 لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54000 ☎ 6370371 - 042-6373310

نفس کا مقابلہ

کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت نہ ہار تو
اس کو پچھاڑ کے بھی نہ پچھڑا ہوا سمجھ
ہر وقت اس کے پیچھے سے رہ ہوشیار تو

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اے چیت گرا ہوا
اے دغا باز

سلسلہ تسہیل المواعظ

تکبر کا علاج

تسہیل المواعظ

از: مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمہ اللہ

تکبر کا علاج

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

ناشر: انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ)

نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 6551774 -

سلسلہ تسہیل المواعظ

تکبر کا علاج

انجمن احیاء السنۃ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

دعوۃ الحق

سلسلہ نشرواشاعت 147

نام وعظ ________ تکبر کا علاج

واعظ ________ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

سرورق ________ محمد علی زاہد

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہِ قائدِ اعظم ○ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

- 6551774:

نگران اشاعت ڈاکٹر عبدالمقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور فون: 042-6551774

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۱	اللہ تعالےٰ کی بڑائی کا خیال رکھنے سے تمام گناہ چھوٹ جائیں گے
۲	سب گناہوں کی جڑ غرور ہے
۳	غرور سب گناہوں سے زیادہ سخت ہے
۳	غرور دیندار اور دُنیا دار دونوں میں پایا جاتا ہے
۴	غرور کا سبب
۵	تمام رسمیں شادی کی غرور کی وجہ سے ہوتی ہیں
۶	رسموں کی ممانعت پر عورتوں کا اعتراض اور ان کا جواب
۶	آج کل کی رسموں کو رسمیں نہیں سمجھتے
۶	جہیز، ولیمہ، عقیقہ وغیرہ کے منکرات
۹	ولیمہ کِس طرح سُنّت ہے
۱۰	منگنی کے رسوم
۱۰	رسمیں ہندوؤں سے لی گیئں
۱۰	رسموں میں کسی قسم کی بھلائی نہیں
۱۱	حضرت بی بی کی منگنی، نکاح اور رخصتی

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱	حضرت فاطمہ رضہ کے نکاح کا بھوڑہ
۱۲	ہندوستان کی نئی دولہن کی حالت
۱۲	سفر میں نماز کے اندر عورتوں کی کم ہمتی
۱۳	غیبت اور حسد کا سبب غرور ہے
۱۴	عورتوں کو مسئلے یاد کرنے کی تاکید
۱۵	گھر والوں کی اصلاح ضروری ہے
۱۶	جو لوگ نصیحت قبول نہیں کرتے ان کو تنبیہ
۱۶	آخرت کی تکلیفوں کا خیال رکھنا چاہیئے

دل میں لگا کے اُن کی لَو
کر دے جہاں میں نشر ضَو
شمعیں تو جل رہی ہیں سَو
بزم میں روشنی نہیں

منتخب از علاج الکبر وعظ سوم دعوات عبدیت جلد دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ص وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

ترجمہ: اور خاص اللہ تعالٰے ہی کے لیے بڑائی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب ہیں اور حکمت والے ہیں (پ ۲۵، رکوع ۲۰، آیت ۳۷)

(اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں)

اللہ تعالٰے کی بڑائی کا خیال رکھنے سے تمام گناہ چھوٹ جائیں گے

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنی ایک خاص صفت بیان فرمائی ہے جو کسی بندہ میں نہیں پائی جاسکتی ہے اگر اس کو انسان نظر میں رکھے تو تمام گناہوں سے بچا رہے کیونکہ اللہ پاک نے بڑائی کو اپنے ساتھ خاص کر دیا ہے پس بندوں میں بڑائی نہیں پائی جاسکتی پس جب اس کا خیال رکھا جاوے گا کہ ہم میں کسی قسم کی بڑائی نہیں اور بڑائی صرف اللہ تعالٰے ہی کو ہے تو کوئی

گناہ نہ ہونے پائے گا۔

سب گناہوں کی جڑ غرور ہے

کیونکہ سب گناہوں کی جڑ یہی ہے کہ اپنے اندر کسی قسم کی بڑائی سمجھے دُنیا میں جو کوئی بھی کافر ہوا ہے وہ اپنے غرور ہی کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ سچا دین چھپا ہوا نہ تھا حضرت ابوطالب کو ایمان سے کس نے روکا صرف عار نے۔ یوں کہا کہ اگر مرتے وقت ایمان لاؤں گا تو برادری کہے گی کہ ابوطالب دوزخ سے ڈر گیا یعنی جو عزت برادری میں مجھ کو ہے وہ نہ رہے گی اور برادری کی نظروں میں ذلیل ہو جاؤں گا۔ اس غرور نے پیچھا نہ چھوڑا۔ یہاں تک کام ہی تمام کر دیا۔ واقعی بندہ جب اپنے اندر بڑائی سمجھے گا تو جو کچھ بھی عیب پیدا ہوں وہ کم ہیں۔ یہ مرض کسی ایک گروہ میں نہیں بلکہ یہ ایسا عام مرض ہے کہ تھوڑا بہت سب لوگوں میں پایا جاتا ہے اور دوسرے عیبوں میں تو اکثر جاہل لوگ پھنسے ہوتے ہیں۔ پڑھے لکھے ہوئے لوگوں میں وہ عیب کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان عیبوں کے بُرے نتیجوں کو خوب جانتے ہیں۔ لیکن اس مرض میں پڑھے بے پڑھے سب پھنسے ہوئے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ عرب کے مشرک تو جاہل تھے یہود کو دیکھئے جو سب کچھ جانتے تھے کہ وہ بھی صرف غرور ہی کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ کہ ایمان لانے سے نبی علیہ السلام کا تابعدار ہونا پڑے گا جس سے ہماری یہ قدر نہ رہے گی جواب ہے اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مشرک اور کافر صرف غرور ہی کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ اب غور کر کے دیکھئے تو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اور بہت سے گناہ صرف غرور ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گنہگار اپنے بُرے کام کو صرف اس شرم سے نہیں چھوڑتا کہ لوگ کہیں گے کہ پہلے سے کیوں بیوقوف بنے رہے ہمیشہ سے کرتے ہی کیوں رہے جواب چھوڑنا پڑا اس شخص نے بیوقوفی کے

طعنہ سے بچنے کے لیے گناہ چھوڑنا گوارہ نہ کیا یہی غرور ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھا اس کا علاج یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بڑائی کو نظروں کے سامنے رکھے جس سے اپنے اندر کسی قسم کی بڑائی ہونے کا خیال بھی نہ رہے اور جب کہ بزرگی اور بڑائی اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہُوئی تو اپنے نفس میں اس کو رکھنا اللہ تعالےٰ کے ساتھ برابری ہُوئی اور بعض گناہوں کی تو حد بھی ہے کہ جب تک اس حد تک نہ پہنچے گناہ نہیں ہوتا مثلاً کھانا جب تک اتنا زیادہ نہ ہو کہ بیمار ہونے کا سبب ہو جاتے اس وقت تک گناہ نہیں یا بھوکا رہنا جب تک مر جانے کا خوف نہ ہو اسوقت تک گناہ نہیں مگر غرور وہ گناہ ہے کہ جس کے لیے کوئی حد نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں ذرہ بھر غرور ہو گا وہ جنت میں نہ جاوے گا۔

غرور سب گناہوں سے زیادہ سخت ہے

اب سمجھ لو کہ غرور کس قدر سخت گناہ ہے اور ہونا ہی چاہیے کیونکہ سب میں بڑا گناہ کفر ہے اور غرور خود اس کی بھی جڑ ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ غور کیا کرے کہ اس کے دل میں غرور ہے یا نہیں۔

غرور دیندار اور دُنیادار دونوں میں پایا جاتا ہے

مگر ہماری تو عادت ہو گئی ہے کہ سوچتے ہی نہیں ورنہ معلوم ہو جاتا کہ نہ دیندار ہمارے غرور سے خالی ہیں نہ دنیادار چنانچہ دیندار لوگ نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کو سمجھتے ہیں کہ ہم دنیاداروں سے اچھے ہیں جتنا نفع ان کو نماز پڑھنے سے ہوتا ہے اس سے زیادہ نقصان اس غرور سے ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز پڑھنے سے جب یہ نقصان ہوتا ہے تو ان کو

چاہیے کہ نماز چھوڑ دیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ خرابی نماز میں جب پیدا ہوتی ہے جب کہ دل میں اللہ تعالےٰ کی بڑائی نہ ہو اور اس کا خیال نہ رکھا جاوے اور جب اللہ پاک کی بڑائی کا خیال رکھا جاوے تو دوسری طرف توجہ ہی نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ پاک کی بڑائی اور بزرگی کے سامنے اپنی نماز سے آدمی بجائے اترانے کے اُلٹا اور شرمندہ ہوتا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی بادشاہ کے حضور میں ایک نہایت ذلیل آدمی تحفہ بہت کم قیمت لے جاتے دربار کی شان وشوکت دیکھ کر اس کی کیا حالت ہو گی بلکہ اس ذلیل تحفہ کو بادشاہ کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے گا ہاتھ پیر پھول جائیں گے اور غنیمت سمجھے گا کہ کسی سزا کا حکم نہ ہو جاتے جلدی کسی طرح یہاں سے خیریت سے نکل جاؤں ہماری نمازوں کی جو کچھ حقیقت ہے وہ خوب معلوم ہے کہ کس لائق ہیں پھر ان کو اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کر کے ذرا نہ شرمانا حالانکہ وہ سب بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اسی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بزرگی اور بڑائی سے ہم نے اپنی آنکھیں بند رکھی ہیں اور اسی سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ دوسری طرف توجہ ہوتی اور اپنی نماز کو کچھ سمجھ کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگے۔

غرور کا سبب

اس بیان سے اچھی طرح سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ نماز پڑھنے سے یا اور اچھے کاموں سے اگر دل میں غرور پیدا ہو تو اس کا علاج یہ نہیں کہ اس نیک کام کو چھوڑ دیا جاوے بلکہ جو سبب ہے غرور کا اس کو دور کیا جاوے نیک کام کرنا غرور کا سبب نہیں بلکہ غرور کا سبب یہ ہے کہ اللہ پاک کی بزرگی دل میں نہیں ہے سو اس کو پیدا کرنا چاہیے اس سے عبادت کی بھی پابندی ہو گی اور جو خرابی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ بھی نہ رہے گی اس غلطی میں پڑھے لکھے سمجھ دار بھی پھنس جاتے ہیں کہ اس بیہودہ خیال سے نیک کام کرنے ہی چھوڑ دیتے ہیں غرض

ہمارے دیندار بھی غرور میں پھنسے ہوتے ہیں اور دنیا دار بھی - البتہ غرور ہر ایک کا جدا جدا ہے دنیا داروں کا غرور چال چلن میں کپڑوں میں بیاہ شادی وغیرہ میں ہوتا ہے غرور ہی کی وجہ سے بڑھیا کپڑے پہنتے ہیں جو حیثیت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور غرور ہی کی وجہ سے شادیوں میں حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور غرور میں سب گناہوں سے بڑھ کر ایک خرابی اور ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان خواہ کسی مرتبہ کا ہو مگر اس کے دل میں یہ بات ضرور ہے کہ گناہ کر تو گذرتا ہے کسی ضرورت سے لیکن کرنے کے بعد دل میں چوٹ ضرور لگتی ہے اور پشیمان ہوتا ہے مگر غرور کہ یہ گناہ ساری عمر دل میں رہتا ہے اور دل پر رنج نہیں ہوتا -

تمام رسمیں شادی کی غرور کی وجہ سے ہوتی ہیں

آپ دیکھتے نہیں کہ بیاہ شادی کی جتنی رسمیں ہیں وہ سب نمود اور شہرت ہی کے لیے کی جاتی ہیں پھر کسی کے دل کو رنج تو کیا ہوتا اور ان سے خوش ہوتے ہیں خاص کر جب ان سے شہرت بھی ہو جاوے جب کسی کے یہاں خوب دھوم سے شادی ہو اور اس میں کسی قسم کی بے انتظامی بھی نہ ہوتی ہو تو یوں کہتے ہیں کہ اپنی حیثیت سے زیادہ لگا دیا اور بڑی ہمت کی پانچ روپیہ کی اوقات میں کھانا کیا اچھا دیا بارات کیسی بڑھیا لایا اس کو اگر کفر نہ بھی کہیے مگر کفر کے قریب تو ضرور ہے - شرع کا مسئلہ ہے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ گناہ کو چھوٹا سمجھنا کفر ہے اس کو سب جانتے ہیں پھر غرور تو سب گناہوں کی جڑ ہے اس سے خوش ہونا کیا کفر کے قریب بھی نہ ہو گا - اب سمجھ لیا آپ نے کہ ان شہرتوں سے خوش ہونا کس درجہ کا گناہ ہے -

رسموں کی ممانعت پر عورتوں کا اعتراض اور ان کا جواب

رسموں کے متعلق عورتوں نے یہ دلیل سیکھ لی کہ آج کل نئے مولوی نکل آئے ہیں اگر یہ بُری تھیں تو پہلے کسی مولوی نے کیوں منع نہیں کیا۔ خوب سمجھ لو کہ نصیحت خواہ کیسی ہی معمولی سی ہو دل میں جب ہی جمتی ہے جب کہ اس کی طرف توجہ ہو تو یہ کہنا تو غلط ہے کہ کسی مولوی نے منع نہیں کیا مولویوں نے تو ہمیشہ سے منع کیا۔ کیونکہ انھیں کی کتابیں موجود ہیں جن میں منع لکھا ہے ہاں تم نے ان کے منع کرنے کو سُنا نہیں کیونکہ توجہ ہی نہیں تھی اب یہ بات اپنے دل سے گھڑ لی کہ منع نہیں کیا۔

آج کل کی رسموں کو رسمیں نہیں سمجھتے

ایک یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسمیں تو وہ تھیں جو کسی زمانہ میں تھیں جیسے کنگنا باندھنا برہمن سے تاریخ رکھوانا اور اب تو کچھ رسمیں رہی ہی نہیں۔ ان میں کیا کفر اور شرک ہے۔ بیبیو! کیا کفر و شرک ہی گناہ ہے۔ فخر اور دکھاوٹ اور فضول خرچی گناہ نہیں جس شریعت میں کفر اور شرک کو بُرا لکھا ہے اسی میں ان کو بھی بُرا لکھا ہے زیادہ سے زیادہ گوہ اور مُوت (پاخانہ اور پیشاب) کا سا فرق کہہ لو بلکہ ان رسموں سے زیادہ خوف ہے نقصان پہنچنے کا کیونکہ جس گناہ کو آدمی گناہ نہ سمجھے اس سے توبہ کی کیا امید ہو سکتی ہے اور آج کل کی رسموں کو بُرا ہی نہیں سمجھتے پھر ان سے توبہ کیا کریں گے۔ دیکھئے یہ نقصان پہنچا ان رسموں سے کہ مرتے وقت بھی توبہ نصیب نہ ہوئی۔

جہیز، ولیمہ، عقیقہ وغیرہ کے منکرات

بعض رسموں کی نسبت یہ کہہ دیتی ہیں کہ اس میں

کیا حرج ہے جیسے کہ جہیز دنیا بچوں کو کرتا ٹوپی دنیا ولیمہ اور عقیقہ آج کل کے رواج کے موافق کرنا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نماز پڑھنا کیسا فعل ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ وہ فرض ہے اب اگر اس کو کوئی ذرا بھی قاعدہ کے خلاف کر کے پڑھے مثلاً قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھے تو یہ نماز کیسی ہے جائز ہے یا ناجائز ہے اور اگر اس نماز سے منع کیا جاوے تو کیا یہ نماز سے منع کرنا کہلاوے گا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھنے سے منع کیا ہے نماز پڑھنے سے نہیں منع کیا یہی حال رسموں کا ہے جہیز دینے سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ دکھلاوے اور فضول خرچی سے منع کیا جاتا ہے جہیز اگر محبت کی وجہ سے دیا جاتا ہے تو اس میں برادری کے دکھانے کو کیا دخل ہے کہ ایک ایک عدد دکھا کر گنوا کر دیا جاتا ہے۔ اگر اسی کا نام محبت ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی بیٹی سے شادی ہی کے دن سے محبت ہوئی اس سے پہلے نہ تھی کیونکہ پہلے کی عادت تو یہ تھی کہ جو کچھ کھلایا پلایا کبھی دوسروں کو بلا کر نہیں دکھایا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ محلہ کے دو چار آدمیوں کو بھی جمع کر کے دکھایا ہو کہ لڑکی کے لیے حلوہ پکایا ہے یا کوئی عمدہ کپڑا سلوایا ہے بلکہ کوشش رہتی ہے کہ کسی کو خبر بھی نہ پہنچے کہ اس کے پیٹ میں پڑ جاوے کسی کی نظر نہ لگے۔ یہ آج نئی محبت کیسی پیدا ہوئی اگر پہلی محبت تھی تو یہ محبت نہیں اور اگر یہ محبت ہے تو اس سے پہلے محبت نہیں تھی۔ بیبیو! ذرا عقل سے کام لو کیا جہیز دینے کی یہ صورت نہیں ہو سکتی کہ کپڑے برتن جو کچھ سامان دینا ہو صندوق میں بند کر کے بھیج دیے جائیں اور بند بھیجنے میں بھی یہ ضروری نہیں کہ لڑکی کے ساتھ جاوے کیونکہ اس میں بھی ضروری ہے کہ وہ سب کے سامنے کھلے گا پھر وہ دکھاوٹ کی دکھاوٹ ہی رہی بلکہ جب لڑکی میکے میں آوے اس کو دے دو پھر وہ جب چاہے لے جاوے خواہ ایک ہی مرتبہ یا تھوڑا

تھوڑا کرکے مگر اس کو کوئی گوارا نہیں کرتا اس سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان کو شہرت اور دکھلاوا ہی منظور ہے - پھر جہیز میں وہ وہ چیزیں ہوتی ہیں جو صرف دیکھنے ہی کی ہوتی ہیں کسی کام نہیں آسکتیں چوکی ضرور دی جاتی ہے جو نہ تو اتنی بڑی ہی ہوتی ہے کہ نماز پڑھنے کے کام آوے اور نہ اتنی چھوٹی ہی کہ ہر وقت اٹھا بچھا سکیں اگر چھوٹی ہوتی تو باورچی خانے ہی میں پڑی رہا کرتی یہ ایک عجیب دردِ سر ہے کہ ایک جگہ ڈال دیں اور دیکھا کریں پیڑھی نواڑ کی بنی ہُوئی ضرور ہوتی ہے حالانکہ کبھی کام میں نہیں آتی سوائے اس کے کہ ایک طرف احتیاط سے رکھدی جاتے اور گل کر اور ٹوٹ کر ایندھن ہو جاوے کیونکہ پیڑھی کا کام تو یہ ہے کہ چولھے کے پاس اس پر بیٹھ سکیں اور جہیز کی پیڑھی اس قدر نازک اور تکلف کی ہوتی ہے کہ چولھے کے پاس رکھنے سے جی دکھتا ہے چولھے کے پاس تو اس وجہ سے نہیں رکھی جاتی اور کسی کام کی ہے نہیں بتاؤ یہ کون سی عقل کی بات ہے جہیز کی چیزیں اکثر ایسی ہی ہوتی ہیں جو ایک دفعہ دکھانے کے لیے نئی جیسی بنا دی جاتی ہیں اور واقع میں بے کار اور پرانی ہوتی ہیں حتّٰی کہ بازار والے بھی جانتے ہیں جب خریدنے جاؤ تو پوچھتے ہیں گھر کے برتنے کے لیے چاہیے یا دینے کے لیے محبت اسی کا نام ہے -

یہی وجہ ہے کہ دولھا کے سارے خاندان کو جوڑے دیتے جاتے ہیں اور اس میں کئی پشت تک کے مردوں کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے شاید مردوں کو پہنانا منظور ہوتا ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ جوڑے پہننے کے قابل ہوتے بھی نہیں صرف رواج ہونے کی وجہ سے عدد پورے کر دیئے جاتے ہیں اور جن کے یہاں پہنچتے ہیں وہ ان کا کرتا پاجامہ بناتے ہی نہیں کیونکہ چھوٹے اتنے ہوتے ہیں کہ بن ہی نہیں سکتے اور کاموں میں لاتے ہیں - کیا یہ باتیں عقل کی ہیں ؟

ولیمہ کس طرح سُنت ہے

اب ولیمہ کی سُنئے اس پر بہت ہی زور دیا جاتا ہے کہ یہ تو یقیناً سنت ہے سنت کا نام تو سُن لیا مگر یہ بھی معلوم کیا کہ کونسا ولیمہ سنت ہے۔ سنت وہی ولیمہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہو۔ آپ کے ولیمہ کی کیفیت سنئے حضورؐ نے ایک سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا صبح کو صحابہؓ سے فرمایا کہ جو کچھ کھانے کی چیز کسی کے پاس ہو لے آؤ لوگوں کے پاس سفر میں جیسا کچھ توشہ موجود تھا لا رکھا کسی کے پاس کھجوریں تھیں کسی کے پاس پنیر کسی کے پاس سوکھی روٹیاں تھیں جو کچھ تھا لا کر رکھ دیا اور سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کھا لیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ اب ولیمہ کا سنت ہونا تو یاد رہ گیا اور اس کا طریقہ یاد نہیں رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کیا تھا۔ کوئی ایسا سادہ ولیمہ کر سکتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ سب کھانوں میں بُرا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جاوے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاوے آج کل کا ولیمہ ایسا ہی ہوتا ہے اگر کوئی غریب محتاج مانگے تو کہہ دیتے ہیں پہلے جن کے واسطے پکا ہے ان کو کھا لینے دو تم کو پیچھے ملے گا اس ولیمہ کی بُرائی میں نے حدیث سے سُنا دی پھر مولوی اگر ایسے ولیمہ کو منع کریں تو کیا بُرائی ہے اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضورؐ نے بحثا بحثی (بحث کرنے والے) سے کھلانے والوں کی دعوت قبول کرنے کو منع کیا۔ اب دیکھ لو کہ برادری کے کھانے ایسے ہی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ایک نے گوشت روٹی دیا ہے تو دوسرے کی کوشش ہوتی ہے کہ بریانی دے تیسرے کی کوشش ہوتی ہے کہ فیرینی بھی ہو چوتھا شیر مال اور بڑھاتا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک کے یہاں بھی کھانا

نہ چاہیے یہ ان رسموں کی حالت ہے جن کو سُنت بتاتی ہیں۔

منگنی کے رسوم

اب یہاں کی منگنی کے حالات سُنئے جو کہ زبانی بات چیت ہے کہ کیا کچھ اس میں نور پھیلائے جاتے ہیں۔ ایک کا بھی ایک پورا قانون ہے دُور دراز سے لڑکے والا سفر کرکے جاوے اپنا وقت خراب کرے روپیہ برباد کرے اتنے دنوں میں کچھ کماتا اس پر خاک ڈالے تب اس سے بات قرار پاتے یہ بہت مختصر بیان ہے ورنہ جو قیدیں دونوں طرفوں سے مقرر ہیں سب جانتے ہیں غرض کہ جو کام دو پیسے کے خط سے نکلتا اس میں سیکڑوں روپیہ خراب کیے جاتے ہین کیوں صاحب اس میں کیا مصلحت ہے اگر یہ کہو کہ خط کا کیا اعتبار پہنچا یا نہ پہنچا تو کہا جاسکتا ہے کہ خط کو رجسٹری کرا دیا ہوتا تاکہ نہ پہنچنے کا شبہ ہی نہ رہتا پھر فضول روپیہ کیوں خراب کیا جاتا ہے۔

رسمیں ہندؤں سے لی گئیں

رسموں کی پابندی صرف اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہیں مگر سوچا تو ہوتا کہ ہمیشہ سے کب سے ہوتی ہیں ہندوستان میں پہلے مسلمان ہی نہ تھے جب مسلمان ہندوستان میں آتے اور ہندوستان کے ساتھ رہنا ہوا تو یہ سب رسمیں اُن کی مسلمانوں میں بھی آگئیں اور اگر یہ رسمیں خود مسلمانوں ہی کی ہوتیں تو اُن کی کتابوں میں بھی ہوتیں، عقل صاف کہتی ہے کہ ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ہندوؤں کے ساتھ میل جول ہونے سے مسلمان بھی سیکھ گئے۔

رسموں میں کسی قسم کی بھلائی نہیں

بیبیو! اگر ان رسموں میں بھلائی ہوتی تو دونوں جہاں کے بادشاہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے نکاح میں ضرور ہوتیں کیا حضورؐ کے یہاں کہیں کی کمی تھی اللہ تعالےٰ جو چاہتے دے دیتے۔ آپ کی منگنی کا قصہ بیان کرتا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود جا کر حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ فاطمہؓ کا نکاح مجھ سے کر دیجئے حضورؐ نے وحی سے معلوم کر کے منظور کر لیا یہ منگنی ہوتی یہاں کچھ بھی نہ ہو فقط دولھا سب کے سامنے بول ہی اُٹھے تو غضب آجاتے کہ کیسا بے حیا دولھا ہے۔

حضرت بی بی کی منگنی، نکاح اور رخصتی

اب بی بی صاحبہ کے نکاح کی سُنیئے اور بارات کا سامان سُنیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اور چند صحابہ کو بلا بھیجا اور نکاح پڑھ دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے نکاح ہونے کے بعد آپ کو خبر پہنچی تب آپ نے قبول کیا یہ بارات تھی کہ نکاح کے وقت نوشہ بھی موجود نہ تھے پھر حضورؐ نے اپنی باندی کو حکم دیا (جن کا نام ایمن تھا) کہ فاطمہؓ کو علیؓ کے گھر پہنچا آؤ بی بی صاحبہ مُنہ لپیٹے ہُوتے ہاتھ پکڑائے اپنے گھر پہنچ گئیں۔ یہ رخصتی ہُوتی رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جہیز دیا مگر نہ اتنا کہ گھر لٹا دیا نہ کسی کو دکھایا جہیز دینے سے منع نہیں کیا جاتا ہاں جس طرح آج کل دیتے ہیں وہ منع ہے ایک ایک عدد اُٹھا اُٹھا کر سب کو دکھایا جاتا ہے جوڑوں پر گوٹہ لپیٹا جاتا ہے کہ جو کوئی نہ بھی دیکھے تو اس کی چمک ہی سے نگاہ اُٹھ جاتے۔ بیبیو! یہ تو جائز نہیں ہو سکتا۔

حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا بھوڑہ

اب چوتھی کا حال سُنئے۔ نکاح سے اگلے دن جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ذرا سا پانی لاؤ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ تم بھی ذرا سا پانی لاؤ اور دونوں پر پانی چھڑکا اور دُعا کی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت فاطمہؓ

ہندوستان کی نئی دولھن کی حالت

نکاح ہی کے وقت سے چلتی پھرتی تھیں یہاں کی طرح بُت بنی نہیں بیٹھی تھیں یہ تکلف صرف یہیں ہے کہ بہو مدت تک بُت بنی رہتی ہے کیا مجال کہ بغیر سہارے کے دو قدم بھی چل سکے اگر پیشاب پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو بلا دوسرے کے نہیں جاسکتی کئی کئی دن پہلے سے کھانا کم کیا جاتا ہے تاکہ پاخانہ کی حاجت جلد نہ ہو یہ تو اچھا خاصہ قید خانہ ہوگیا۔ خدا کی پناہ اور اس قید کو ایسا بڑھایا کہ بہو نماز بھی نہیں پڑھتی۔ اوّل تو نمازی ہوتی بہت کم ہیں اور جو کوئی نمازی بھی ہُوئی تو نماز کے وقت اگر کوئی سہیلی موجود نہ ہے تو دبے دباتے پڑھ لی اور نہیں تو یہ عذر ہے کہ کوئی تنہا نہیں کون پڑھواتا۔ تف ہے ایسے پردے پر بہت جگہ اس قید سے لڑکیاں بیمار ہوگئیں اور جان کے لالے پڑ گئے ہیں ہم لوگوں نے جو بات اختیار کی ایسی ہی بے ڈھنگی پردہ ہو تو اتنا گہرا اور نہ ہو تو بالکل نہیں دیور جیٹھ خالہ پھوپھی کے لڑکوں سے بالکل پردہ نہیں کرتیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ دیور موت ہے یعنی دیور سے ضرور پردہ کرنا چاہیے ایسے ہی خالہ پھوپھی کے لڑکے ہیں ان سے بھی ضرور پردہ کرنا چاہیے۔

ریل کے سفر میں جو کچھ آسانی نہ ہے اس کو

سفر میں نماز کے اندر عورتوں کی کم ہمتی

سب جانتے ہیں مگر یہ عورتیں جب ریل میں سفر کرتی ہیں تو اتنی آسانیوں کے ہوتے ہوئے بھی نماز قضاء کر دیتی ہیں اور عذر کرتی ہیں کہ ہم کو قبلہ معلوم نہ تھا یا کہتی ہیں کہ وضو کے لیے پانی کہاں سے آتا پانی مانگنے یا قبلہ پوچھنے میں بے پردگی ہوتی ہے ۔ کیوں بیبیو! جس گاڑی میں تم بیٹھی ہو اگر اس میں آگ لگ جائے یا کوئی چور ڈاکو گھس آئے تو کیا اس وقت بھی نہ بولو گی اس وقت تو وہ دُہائی مچاؤ گی جیسے قیامت آگئی اس وقت پردہ کہاں جائے گا بات یہ ہے کہ دنیاوی تکلیفوں سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی تکلیفوں سے کچھ خوف نہیں کرتے سمجھتے ہیں کہ بہت ہلکی اور معمولی چیز ہیں مگر یاد رکھو کہ دُنیا کی مصیبتوں سے زیادہ سے زیادہ جان جاسکتی ہے یہ تھوڑی دیر کی تکلیف ہے کہ ہُوئی اور گذر گئی اور ایک نماز کے بدلے ہزاروں برس ایسے سخت عذاب میں رہنا پڑے گا جس کے سامنے دوزخی موت کی خواہش کریں گے ۔

غیبت اور حسد کا سبب غرور ہے

غیبت اور حسد بھی غرور ہی کی وجہ سے ہوتا ہے غیبت کوئی جب ہی کرتا ہے جب اپنے کو دوسرے سے اچھا سمجھتا ہے ورنہ جس کی غیبت کرتا ہے اگر اُسکو اپنے سے اچھا سمجھتا تو ہرگز اس کی غیبت نہ کرتا کسی مریض پر ہنستا وہی شخص ہے جو خود تندرست ہو اگر اپنے کو اس سے بھی زیادہ مریض پائے تو کہیں نہیں دیکھا ہو گا کہ اپنے سے کم مریض پر ہنستا ہو یہ اپنے کو اچھا سمجھنا ہی غرور ہے جس وجہ سے غیبت میں پھنسا ۔ اسی طرح دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر جو آدمی جلتا ہے (جسے حسد کہتے ہیں) اس کی جڑ یہی غرور ہوتا ہے کیونکہ اپنے کو اس صاحب نعمت سے زیادہ لائق سمجھتا ہے کہ میں زیادہ لائق تھا اس نعمت کے یہ عیش و آرام تو مجھ کو ملتا میرے ہوتے ہُوئے اس کو کیوں ملا یہ بھی اپنے نفس کی بڑائی ہے

غرض اکثر گناہوں کو ٹٹولو گے تو اس کی جڑ غرور ہی کو پاؤ گے پس سب گناہوں کو چھوڑ دے تاکہ ان کی جڑ ہی دل سے نکل جائے کیونکہ بڑائی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے پس جو شخص غرور کو نہیں چھوڑتا وہ نہیں پہچانتا ہے کہ بڑائی کس کا حق ہے اور میں کس کو دے رہا ہوں حق تو ہے اللہ تعالیٰ کا اور دے دیتا ہے اپنے نفس کو پس اس شخص سے زیادہ جاہل کون ہوگا یہ شخص گناہوں سے کبھی چھوٹ نہیں سکتا کیونکہ گناہوں کی جڑ اس کے دل میں موجود ہے۔ اگر ایک سے بچے گا دوسرے میں پڑ جائے گا۔

عورتوں کو مسئلے یاد کرنے کی تاکید

عورتوں کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیے

کہ جہاں ان کے ہانڈی چولھے کا ایک وقت ہے، کتاب کے پڑھنے یا سننے کا بھی ایک وقت ہونا چاہیے لیکن افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو اس کا بالکل خیال نہیں مرد تو کبھی کوئی مسئلہ پوچھ بھی بیٹھتے ہیں مگر عورتوں کو نہ کہیں زبانی پوچھواتے دیکھا نہ کبھی خط کے ذریعہ سے دریافت کرتے دیکھا حالانکہ عورتوں کے بعض مسئلوں کا سمجھنا اس قدر دشوار ہے کہ اُن کا جواب دینا بھی ہر ایک کا کام نہیں جیسے کہ پاکی اور ناپاکی کے مسئلے کہ اس میں وہ وہ صورتیں پیش آتی ہیں کہ بغیر کسی بڑے مولوی سے دریافت کیے ہوئے سمجھ ہی میں نہیں آسکتیں مگر یہ بھلی مانسیں کیسی ہی دشوار سے دشوار صورتیں کیوں نہ ہوں کبھی نہیں دریافت کرتیں مگر اس پر عمل ہے کہ نہ پڑھی نہ قضا ہوئی کچھ عورتیں تو شرم کی وجہ سے نہیں پوچھتیں اور بعض جو کسی قدر پڑھی لکھی ہیں وہ کسی اردو کی کتاب میں دیکھ کر جو اُلٹا سیدھا سمجھ میں آیا کر گذرتی ہیں بڑے ظلم کی بات ہے کہ اگر مرض شرم کا ہو جاتا ہے تو اس کے علاج میں یہ نہیں کرتیں کہ بلا سے جان جاتی مگر شرم نہ جائے علاج

کے لیے تو سوچ کر کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکال لیتی ہیں کہ شرم نہ جائے اور علاج بھی ہو جائے بیبیو! کسی مسئلہ کا آج کل دریافت کر لینا تو کچھ مشکل نہیں دو پیسے کے خط میں جہاں سے جی چاہے جواب منگالو اگر خود نہ لکھ سکو تو خاوند کے ذریعہ سے لکھوا کر دریافت کر لو مگر بات یہ ہے کہ یہ سب جب ہو جبکہ دین کا خیال ہو اس غفلت کو چھوڑو اور دین کو دنیا سے بھی زیادہ ضروری سمجھو دنیا ختم ہو جائے گی اور آخرت ختم نہ ہو گی

گھر والوں کی اصلاح ضروری ہے

گھر میں جب مسئلوں کا ذکر ہو گا تو بچوں کے کان میں بھی پڑیں گے اور ساری عمر ان کو یاد رہیں گے اور جو لوگ تمھارے تابعدار ہیں ان کی بھی درستی ہو گی بلکہ سب گھر والے ٹھیک ہو جادیں گے حدیث شریف میں ہے کہ ہر بڑے کو اپنے چھوٹے کی حفاظت کرنی ضروری ہے اور اس سے قیامت میں دریافت ہو گا کہ تم نے حفاظت کی تھی یا نہیں یعنی بُری باتوں سے روکا تھا یا نہیں اور نیک کام اسے سکھائے تھے یا نہیں۔ اگر نوکرانی تمھاری نماز نہیں پڑھتی تو وہ تو گنہگار ہے ہی مگر تم بھی اس کے ساتھ گنہگار ہو اور تمہیں جواب دینا ہو گا کہ اسے نماز کیوں نہیں سکھائی بعض لوگ اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو بہتیری تاکید کی مگر وہ پڑھتی ہی نہیں کیوں بیبیو! اگر وہ کھانے میں نمک کم یا زیادہ کر دے تو تم کیا کرتی ہو کیا ایک دو دفعہ اس کو سمجھا کر چپ ہو رہتی ہو اور پھر نمک ویسا ہی کھا لیتی ہو جیسا اس نے ڈال دیا ہو یہ کبھی بھی نہ کرو گی چاہے نوکرانی رہے یا نہ رہے بلکہ اسے سمجھاؤ گی پھر مارو پیٹو گی اگر کسی طرح نہ مانے گی نکال باہر کرو گی۔ بیبیو! دین کا اتنا بھی خیال نہیں جتنا نمک کا جو نماز کے مقابلے میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ دین کا بھی خیال رکھو اور جن پر تمہارا قابو چل سکے

ان کو بھی دیندار بناؤ جو کوئی تمہاری کوشش سے دیندار بنے گا تمہیں بھی اسی کی برابر ثواب ملیگا

جو لوگ نصیحت قبول نہیں کرتے انکو تنبیہ

جو لوگ غرور سے بچتے ہی نہیں اور سمجھانے سے ان پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا ان کو اللہ تعالےٰ خبردار کرتے ہیں کہ میں غالب بھی ہوں اگر تم کہنا نہ مانو گے تو میرے ہاتھ سے کہیں جا نہیں سکتے جیسے چاہوں سزا دوں گا اور اگر سزا ملنے میں کچھ دیر ہو جاوے تو سزا سے بے خوف مت ہونا کیونکہ سزا میں دیر اس لیے ہوتی ہے کہ میں حکمت والا ہوں کسی مصلحت سے مہلت دیتا ہوں بعض لوگ رشوت لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا صاحبو اس دھوکہ میں نہ رہو خدا کے غضب کو مت بھولو، سزا ملے گی، اور پھر ملے گی اور اگر دنیا میں کسی مصلحت سے ٹل بھی گئی تو آخرت میں تو بچ ہی نہیں سکتے وہاں کی سزا سے تو دنیا کی سزا بھگت لینا اچھا ہے وہاں کی تکلیف اٹھانے کی کس کو طاقت ہے۔

آخرت کی تکلیفوں کا خیال رکھنا چاہیے

آخرت کی تکلیفوں کو ہمیشہ سوچتے رہنا چاہیے اور ان سے بچنے کی تدبیریں کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن شریف میں ہے کہ خیال رکھے ہر شخص کہ قیامت کے لیے کیا سامان تیار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لذتوں کے کھو دینے والی چیز کو بہت یاد کرو۔ یعنی موت کو کہ وہ ساری لذتوں کو مٹا دیتی ہے اور موت کا یاد رکھنا یہ ہے کہ کوئی کام کرو تو سوچ لو کہ مرنے کے بعد اس پر سزا بھگتنی تو نہ پڑے گی۔ اگر کچھ سزا کے لائق کام ہو تو ہرگز نہ کرو اور ایسے کاموں سے ہمیشہ توبہ کرتی رہو۔ اب دعا کرو خدائے تعالےٰ اس کی توفیق دیں۔

القول العزیز

نفس کا مار سخت جان دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اُس نے اُدھر ڈسا نہیں
سوچ سمجھ کر چل ذرا سہل نہیں ہے راہِ عشق
دیکھ سنبھل کر رکھ قدم چوکا کہ بس گرا نہیں

اے سانپ

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

القول العزیز

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ